امیر ملت قبلہ عالم حضرت مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
مسجد نور
علی پور سیداں شریف
زیر سرپرستی: زبدۃ العارفین شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

رحمتہ اللہ علیہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا

رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاونڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

بسرپرستی
مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
بنظر عنایت
حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
بطفیل عاطفت
حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب

ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور

جلد (۶۱) شمارہ (۱۱)

بابت رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۳ھ
مطابق
ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۷۳ء

مدیر مسئول: غلام رسول گوہر جماعتی
مدیر معاون: مولانا عبدالعزیز صاحب نقشبندی مرتضائی

بدل اشتراک
سالانہ چندہ ۶ روپے
معاونین سے ۱۰ روپے
سرپرستی کرنیوالے حضرات ۲۰ روپے یا اس سے زائد

غلام رسول گوہر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ہذا کوٹ عثمان خان قصور سے شائع کیا

ترتیب

مضمون	صفحہ

سرخ نشان

اگر آپ کے اس رسالہ میں اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے آئندہ سال کے لئے مبلغ چھ روپے فوراً ارسال کر دیں۔

ادارہ

انجم وزیر آبادی سے

آستانِ مصطفےٰ ہے نازشِ عرشِ بریں

آستانِ مصطفےٰ ہے کعبۂ اہلِ یقیں
راحت و نورِ بصیرت۔ راحتِ قلبِ حزیں

آستانِ مصطفےٰ ہے کسقدر جاں آفریں
مہر و ماہ و مشتری سے بالاتر ہے یہ زمیں

خادم و دربان ہیں اس در کے جبریلِ امیں
قریہ قریہ ہے یہاں کا رشکِ فردوسِ بریں

اللہ اللہ سرزمینِ طیبہ ہے کتنی حسیں
مرحبا وہ سبز گنبد مرحبا وہ جالیاں

آج تک دیکھا نہیں منظر کوئی ایسا حسیں
نقشِ پائے مصطفےٰ سے ہے منوّر کائنات

نقشِ پائے مصطفےٰ ہیں ماہ و خورشید زمیں
بس یہیں کے ہو رہو اب اٹھ کے جانا ہے کہاں

ملتی ہے اس در سے انجم دولتِ دنیا و دیں

"نقشِ پائے مصطفےٰ ہیں ماہ و خورشید زمیں"

قیامت قریب ہے!

اس کی علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن وقاص کو جبکہ وہ قادسیہ میں تھے لکھا کہ نضلہ بن معاویہ کو جہاد کے لئے حلوان کی طرف بھیج۔ سعد بن وقاص نے امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کی نضلہ کو ایک لشکر جو تین سو آدمیوں پر مشتمل تھا حلوان کی طرف بھیجا۔ اللہ تعالےٰ نے نضلہ بن معاویہ کو اس جنگ میں فتح و کامرانی سے نوازا۔ نضلہ مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آ رہا تھا کہ راستے میں ایک پہاڑ پر نزول کیا۔ نماز ادا کرنے کے لئے اذان کہنے کے لئے کھڑا ہوا۔ جب اس نے اللہ اکبر کہا تو پہاڑ کی ایک جانب سے اس نے سُنا کہ کسی نے کہا ہے اے نضلہ تو نے اللہ کی بڑائی بیان کی۔ پھر جب اس نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہا تو اس نے سُنا کہ کسی نے کہا ہے اے نضلہ یہ کلمہ اخلاص کا ہے پھر جب اس نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو اس نے سُنا کہ کسی نے کہا ہے کہ یہ وہی رسول ہیں جن کی بشارت ہم کو عیسٰی علیہ السلام نے دی۔ جب اس نے حیی علی الصلاۃ کہا تو غیب سے سنا کہ کہنے والے نے کہا ہے۔ خوشی ہے اس کے لئے جو نماز کے لئے چل کر گیا اور اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا۔ جب اس نے کہا حی علی الفلاح تو غیب سے آواز آئی کامیاب ہوا وہ شخص جس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اجابت کی اور آپ پر ایمان لایا جب اس نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ۔ تو اس نے سُنا کہ کسی نے کہا ہے کہ اس کلمے کے ساتھ اللہ نے تیرے جسم کو آگ پر حرام کر دیا۔

نضلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میں اذان سے فارغ ہوا تو میں نے کہا میری اذان کے ہر ایک کلمہ کا جواب دینے والے بتا تو کون ہے۔؟ تو فرشتہ ہے یا جن۔ یا اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ۔ تو نے اپنی آواز ہمیں سنوا دی اب اپنی صورت بھی دکھا دے ہم اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ اور حضرت عمر کا لشکر ہیں۔ اس کے بعد ہم نے اپنے سامنے ایک بوڑھے انسان کو دیکھا اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور صوف کی دو چادریں اس نے پہنی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ۔ تو کون ہے؟ (اللہ تیرے پر رحم کرے) اس نے کہا میرا نام ذرہیب بن برعلا ہے اور میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا وصّی ہوں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے میرے لئے دعا کی ہے کہ میں اس کے نزول تک زندہ رہوں اور مجھ کو اس پہاڑ

پر ٹھہرایا گیا ہے۔ افسوس کہ میں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات نہیں کی۔ یہ سعادت مجھ سے جاتی رہی۔ اب میرا سلام امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچا دینا۔ اور عرض کرنا اے عمر۔ خوب عمل کر اس لئے کہ قیامت قریب آگئی ہے اور اس کو بتاؤ کہ جب ان چیزوں کا ظہور ہوگا تو قیامت بہت قریب ہو گی۔ اس وقت نجات اور دین کی سلامتی اس میں ہو گی کہ آدمی لوگوں سے بھاگ جائے اور کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں اپنی عمر کو ختم کردے

۱۔ مرد مردوں سے شہوت پوری کریں گے۔ عورتوں کو نہ چاہیں گے۔ اور عورتیں عورتوں سے قضائے شہوت کریں گی۔ مردوں کی ان کو رغبت نہیں ہو گی۔

۲۔ لوگ اپنا نسب بدل لیں گے۔ اپنے آپ کو اپنے باپ دادا کو چھوڑ کر غیروں کیطرف منسوب کریں گے

۳۔ بڑے کو چھوٹے پر رحم نہیں آئے گا یعنی بڑے چھوٹوں پر زیادتی اور سختی کریں گے۔

۴۔ اور چھوٹا بڑوں کی عزت نہیں کرے گا۔

۵۔ لوگ نہ خود نیک کام کریں گے نہ کسی کو نیکی کا حکم دیں گے۔

۶۔ اور برائی سے روکنے کی عادت بھی ان سے ختم ہو جائے گی۔ اس وجہ سے لوگ بکثرت برائیوں کا ارتکاب کریں گے اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہوگا۔

۷۔ عالم علم اس لئے پڑھے گا کہ وہ اس کے ساتھ دنیا کا مال حاصل کرے۔ دین کے لئے نہیں پڑھیگا۔

۸۔ بارش گرمیوں کے موسم میں ہو گی جبکہ اس سے کھیتوں کو کوئی نفع نہیں ہو گا۔

۹۔ بیٹا اپنے ماں باپ کا نافرمان اور ان پر غصہ چھاٹنے والا ہوگا اور کمینوں کو نفع۔ اور شریفوں کو نقصان پہنچائے گا اور ان سے ناراض رہے گا۔

۱۰۔ لوگ مضبوط اور اونچی عمارتیں کھڑی کریں گے۔ اور ہوا و ہوس کی پیروی کریں گے۔ اور دین کو دنیا کے بدلے بیچیں گے اور قتل کر کے چھپ جایا کریں گے اور قرابت داروں سے کٹ جائیں گے۔ قرآن پر سونے اور چاندی کا کام کریں گے۔ یعنی اس پر سنہرے اور سفید بیل بوٹے اور نقش و نگار۔ چاندی اور سونے کے پانی سے بنائیں گے۔

۱۱۔ مسجدوں کو نقش و نگار سے مزین کریں گے۔ رشوت عام ہو جائے گی اور لوگ سود کھائیں گے۔

۱۲۔ عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوں گی۔

اتنی باتیں بتا کر وہ ہم سے غائب ہو گیا۔

ذرا سوچ کر بتایئے کہ اوپر کی باتوں سے جنکو قیامت کی نشانیاں بتایا گیا ہے۔ کوئی بات رہی ہے جس کا ہمارے اس زمانہ میں ظہور نہیں ہوا اور ہم اس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ہمیں توبہ کرنی چاہیئے۔ اور گناہوں کو چھوڑ کر نیکیوں کیطرف راغب ہونا چاہیئے۔

بقیہ - روزہ اور ماہِ رمضان

چالیس روزوں میں سات روزے اور زیادہ کروں گا اللہ نے اس کو شفا دی تو اس نے اپنی نذر پوری کی۔ یعنی سات روزوں کا اضافہ کیا۔ اس کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اس نے تین روزے اور بڑھا کر پورے پچاس کر دیئے۔

پروفیسر محمد اسلم

حضرت مجدّد الف ثانیؒ

دینِ الٰہی کا خاتمہ

حضرت مجدد نے اکبر کی بے دینی اور الحاد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے اپنے مریدوں اور احباب کے نام سینکڑوں کی تعداد میں خط لکھے جن میں اس عہد کے تمام فتنوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔ آپ نے اکبر کے باثر دیندار امراء اور درباریوں سے باقاعدہ خط و کتابت شروع کی اور انہیں شریعتِ اسلام پر کاربند رہنے کی نصیحت فرمائی۔ اگر آپ کو کہیں سے یہ اطلاع ملتی کہ اُن کے کسی احباب نے اسلام کے دفاع میں کوئی خدمت انجام دی ہے تو آپ فوراً اسے مبارکباد کا خط لکھتے۔ حضرت مجددؒ کے تحریص دلانے پر اُمراء میں دین کی خدمت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا جذبہ پیدا ہو گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اکبر کے آخری ایامِ حیات میں امورِ حکومت انہیں امراء کے ہاتھ میں آ گئے۔ جو حضرت مجدد کے دامنِ ارادت سے وابستہ تھے۔ یہی وہ امراء تھے۔ جنہوں نے شہزادہ سلیم کو یہ جتا دیا کہ وہ صرف اسی شرط پر اس کی حمایت کریں گے کہ وہ تخت نشیں ہو کر شریعتِ اسلام کو فروغ دے گا۔ اگر حضرت مجدد کا کوئی اور کارنامہ نہ بھی ہو تب بھی دینِ الٰہی کا خاتمہ انہیں مجدد الف ثانیؒ کہلوانے کے لئے کافی تھا۔

اکبر کی ہندو نواز پالیسی سے ہندوؤں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے تھے کہ انہوں نے مسجدوں اور مقبروں کو مسمار کر کے ان کی جگہ مندر تعمیر کرنے شروع کر دیئے تھے۔ جن علاقوں میں ہندوؤں کی غالب اکثریت تھی وہاں انہوں نے مسلمانوں کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ حضرت مجددؒ کے مکتوبات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مسلمان اسلام کے شعائر بجالانے سے قاصر تھے اور اگر وہ ایسا کرتے تو ہندو انہیں قتل کر ڈالتے تھے۔ ان حالات میں حضرت مجدد نے ہندوؤں کے خلاف باقاعدہ ایک محاذ کھولا اور آپ نے اکبر اور بعد ازاں جہانگیر کے دربار کے باثر مسلمان امراء کی توجہ ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کی طرف مبذول کرائی۔ حضرت مجدد کی اس سعی و کاوش کا یہ نتیجہ نکلا کہ جہانگیر کے عہد حکومت میں اسلام میں دوبارہ رونق پیدا ہو گئی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جس دور میں آنکھیں کھولیں اس دور میں وحدتِ ادیان کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا۔ اگر اکبر ایک طرف تمام ادیان کو ملا کر دین الٰہی کا پرچار کر رہا تھا تو دوسری طرف رامانند، بھگت کبیر، نانک، دادو، دھنہ، نامدیو اور بھگتی تحریک کے دوسرے راہنماؤں کا وحدتِ ادیان بالفاظِ دیگر متحدہ قومیت کے تصور کا نعرہ فضا میں گونج رہا تھا۔ ان کی اس تحریک کا

نتیجہ لازمی طور پر برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے ہندوؤں میں جذب ہونے کی صورت میں نکلتا اور یہ صورت حال اسلام اور مسلمانوں کا درد رکھنے والوں کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت چونکہ اکبر کو ملحد و زندیق اور بھگتی تحریک کے راہنماؤں کو غیر مسلم سمجھتی تھی۔ اس لئے وہ ان کے دام تزویر میں پھنسنے سے بچ سکتے تھے۔ لیکن جہاں اپنے ہی ایسے خیالات کا پرچار کر رہے ہوں وہاں مسلمانوں کو ان کے افکار سے بچانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہاں اپنوں سے ہماری مراد حضرت عبد القدوس گنگوہی کی ذاتِ والاصفات ہے۔

حضرت گنگوہی کا شمار اس عہد کے غالی وحدت الوجودیوں میں ہوتا تھا۔ اور ان کے ہاں نظریۂ وحدت الوجود ہی کفر و اسلام کا معیار تھا۔ جن دنوں اکبر اور بھگتی تحریک کے راہنما وحدتِ ادیان کا پرچار کر رہے تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت عبد القدوس گنگوہی کے یہ الفاظ بھی فضا میں گونج رہے تھے۔

"ایں چہ شور دایں چہ غوغا کشادہ، کسے مومن، کسے کافر، کسے مطیع، کسے عاصی، کسے در راہ کسے بے راہ، کسے مسلم، کسے پارسا۔ کسے ملحد کسے ترسا ہمہ در یک سلک است"

ابوالفضل حضرت گنگوہی کے خیالات میں گرہ لگاتے ہوئے لکھتا ہے۔

"کدام دین و چہ دینے یک حسنِ دلاویز
درچندیں ہزار پردہ تابش می دہد"

ابوالفضل کی گمراہی اور الحاد اظہر من الشمس ہے لیکن حضرت عبد القدوس گنگوہی جیسے بزرگ جس نظریہ کا پرچار کر رہے تھے۔ اسے تسلیم کر لینے کے بعد مسلمانوں کا الگ وجود ختم ہو جاتا۔ اور وہ ہندوؤں میں جذب ہو کر رہ جاتے۔

حضرت مجدد الف ثانی مسلمانوں کو ایک الگ قوم دیکھنا چاہتے تھے۔ اور ہر ممکن طریقے سے مسلمانوں کو ہندوؤں میں جذب ہونے سے بچانا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ حضرت عبد القدوس گنگوہی اور ابوالفضل وغیرہم کے خیالات کی تردید کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ آپ نے وحدت الوجود کی جگہ مسلمانوں کے سامنے وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔ جسے ماننے سے ان کا جداگانہ وجود باقی رہا۔ اور اس کے ساتھ ہی صدیوں کا جمود اور تعطل ختم ہو کر ان میں عمل وسعی کا ایک نیا جذبہ پیدا ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رح کا اسلامیان پاک و ہند پر یہ ایک عظیم احسان ہے کہ انہوں نے وحدتِ ادیان کی تحریک کے علمبرداروں اور وحدت الوجودیوں کی سکیم کو ناکام بنا کر برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کو بچا لیا۔ حضرت کے اسی کارنامے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اقبال نے کہا تھا۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

وحدت الوجود پر یقین رکھنے سے کفر و اسلام کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور اس کا نتیجہ وحدتِ ادیان کی صورت میں نکلتا ہے۔ وحدت الوجود کا نظریہ اپنانے سے جہاں ہر قسم کا تعصب ختم ہو جاتا ہے وہاں وہ عصبیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جو ایک دین

یا قوم کی انفرادی بقا کے لئے اشد ضروری ہے۔
وحدت الوجود کا عقیدہ جہاں وحدتِ ادیان کی طرف لے جاتا ہے وہیں وہ متحدہ قومیت کا بھی درس دیتا ہے۔ اس کی بہترین مثال جمعیتہ العلمائے ہند کے سیاسی موقف کی ہے۔ جمعیتہ العلماء کی بنیاد دیوبند کے جن بزرگوں نے رکھی تھی ان کی اکثریت سلسلہ چشتیہ کی اس صابریہ شاخ سے وابستہ تھی جس کے سرخیل حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ تھے حضرت عبدالقدوس گنگوہی وحدت الوجود میں اس قدر غلو رکھتے تھے کہ وہ ایسے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے جو وحدت الوجود پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ حضرت گنگوہی کے صاحبزادے حضرت رکن الدین اپنی مشہور تالیف لطائف قدوسی میں رقمطراز ہیں کہ ہمارے والد بزرگوار نے ہمارے پیچھے محض اس وجہ سے نماز پڑھنا ترک کر دی تھی کہ ہم وحدت الوجود پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا دین اور ہے اور میرا دین اور۔

ایک مرتبہ حضرت گنگوہی نے اپنی مسجد میں مسئلہ وحدت الوجود پر درس دیا تو حاضرین کی اکثریت نے اس نظریہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت گنگوہی نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ وہ ایسے شہر میں رہنے کے لئے تیار نہیں جہاں کے لوگ وحدت الوجود پر ایمان نہ رکھتے ہوں۔ اتفاق سے انہی ایام میں ایک روز حضرت گنگوہی کے خلیفہ اعظم حضرت جلال الدین تھانیسری حضرت کی زیارت کے لئے گنگوہ تشریف لائے تو حضرت نے انہیں اپنی طرف آتے دیکھا تو

باآواز بلند فرمایا۔
"ہما جاباش و بگو چہ دینداری و چہ مشرب داری؟"
جب حضرت تھانیسری نے عرض کیا کہ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو ان کے مرشد کا ہے تب کہیں انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جمعیتہ العلمائے ہند کے بانیوں کا ذہن اور روحانی تعلق چونکہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے ساتھ تھا۔ اس لئے ان کا حضرت گنگوہی کی تعلیمات اور خیالات سے متاثر ہونا ایک لازمی امر تھا۔ جمعیتہ العلمائے ہند کے راہنما اپنے شیخ کی اقتداء میں نظریۂ وحدت الوجود پر ایمان رکھتے تھے۔ اور اس نظریہ کا تقاضا تھا کہ وہ ہر طرح کے تعصبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سیکولرازم کو اپنا کر ہندو مسلم کا سوال ختم کر دیتے۔ اس طرح نظریۂ وحدت الوجود بالواسطہ متحدہ قومیت اور اکھنڈ بھارت کے تصور کو فروغ دیتا ہے۔ جمعیتہ العلماء نے تقسیم ہند کی جو مخالفت کی تھی اس کا محرک یہی نظریۂ وحدت الوجود تھا۔ جمعیتہ العلماء ہند وحدتُ الوجود کی قائل ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے الگ وجود کی قائل نہیں تھی۔ اسی لئے اس نے دو قومی نظریہ کی حامی جماعتوں کی مخالفت کی۔

وحدتُ الوجود خدا کی ذات میں جذب اور فنا کا نام ہے اور جذب و فنا کے بعد سالک کی اپنی نمود اور انفرادیت باقی نہیں رہتی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس خطرے کو بروقت بھانپ لیا تھا۔ اور آپ کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ مسلمان وحدت الوجود پر ایمان رکھتے ہوئے برصغیر پاک و ہند میں اپنی جداگانہ شخصیت برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔

اور وہ ہندوؤں میں جذب ہو کر رہ جائیں گے۔ اقبال نے غالباً اسی وجہ سے نظریہ وحدت الوجود کو مسلمانوں کے لئے سمّ قاتل کا نام دیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک بار خواجہ حسن نظامی نے اقبال کو سر الوصال کا خطاب دیا تو اقبال نے انہیں لکھا کہ وہ سر الوصال کی بجائے سر الفراق کہلانا پسند کریں گے۔ اقبال یہ جانتے تھے کہ ذاتِ حق کے ساتھ وصل کی صورت میں ان کی اپنی ہستی مٹ جائے گی۔ لیکن اگر وہ سر الفراق بنتے ہیں تو پھر بندہ و مولا میں فرق ہو جاتا ہے اور اسی صورت میں اقبال کی نمود اور خودی باقی رہ سکتی تھی۔ مجدد الف ثانی نے وحدت الشہود کے نظریہ کا پرچار کر کے مسلمانوں کو ہندوؤں میں جذب ہونے سے بچا لیا۔ وحدت الشہود کو مانتے ہوئے سالک کی نمود اور انفرادیت باقی رہتی ہے اور وہ جذب و فنا سے بچ جاتا ہے۔ اور اسے بقائے دوام حاصل ہو جاتی ہے۔ وحدت الوجود کے حامیوں میں آپ کو درجنوں فنا فی اللہ قسم کے سالک ملیں گے۔ لیکن وحدت الشہود میں صرف باقی باللہ ہی نظر آئیں گے۔ وحدت الوجود میں سالک ذاتِ مطلق میں جذب ہو کر فنا ہو جاتا ہے۔ لیکن وحدت الشہود میں وہ فنا فی اللہ نہیں ہوتا۔ اس کا تعلق باللہ رہتا ہے۔ اس لئے اس کا جداگانہ وجود باقی رہتا ہے۔ اقبال نے جس خودی پر زور دیا ہے وہ چونکہ جذب اور فنا کی صورت میں باقی نہیں رہ سکتی اس لئے اقبال نے حضرت مجدد الف ثانی کی طرح نظریۂ وحدت الوجود کی مخالفت کر کے مسلمانوں کو ہندوؤں میں جذب ہونے سے بچا لیا ہے۔

وحدت الوجود تعطل اور توکل کی تعلیم دیتا ہے جب کہ وحدت الشہود سعی اور عمل پیہم کا دوسرا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکوں اور افغانوں میں وحدت الوجود کی تعلیم دینے والے سلسلے کبھی مقبول نہیں ہو سکے۔ یہ چونکہ مارشل قومیں ہیں اس لئے ان کے ہاں نظریہ وحدت الشہود ہی مقبول ہو سکا۔ چونکہ یہی ایک ایسا نظریہ ہے جو حرکت اور عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے برصغیر پاک و ہند میں جس سلسلے کی اشاعت فرمائی تھی وہ سلسلہ چونکہ وحدت الشہود کا قائل اور شریعت کا زبردست حامی تھی۔ اس لئے برصغیر پاک و ہند کی بگڑی ہوئی فضا میں جہاں غالی وحدت الوجودیوں کی اکثریت تھی اور لوگ شریعت کا پاس ادب کرنے کی بجائے وحدت ادیان کا پرچار کر رہے تھے۔ سلسلہ مجددیہ زیادہ مقبول نہ ہو سکا۔ حضرت مجدد نے خود ہی اپنے مکتوب والا میں اس بات کا اعتراف فرمایا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ کے لوگ اس ملک کے لوگوں کو اس طریقہ کے بزرگوں سے جو سنت کے سخت پابند ہیں بہت کم مناسبت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ میں بھگتی تحریک اپنے پورے جوبن پر تھی۔ اور بھگتی تحریک کے راہنماؤں نے اسلام اور کفر میں ہم آہنگی پیدا کر کے ایک درمیانی راستہ تلاش کر لیا تھا۔ وہ عوام کو یہ تاثر دے رہے تھے کہ رام اور رحیم ایک ہی ذات بزرگ کے دو نام ہیں بھگتی تحریک سے وابستہ ایک ہندو پرش ہردے رام نے مجدد الف ثانی کے نام ایک خط میں ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

مجدد الف ثانی نے اس کے جواب میں جو مکتوب

تحریر فرمایا ہے ۔ وہ قابل توجہ ہے ۔ آپ فرماتے ہیں
آسمان، زمین اور اعلیٰ و اسفل والوں کا پیدا کرنے
والا صرف ایک ہی ہے ۔ اور وہ بے چون و بے چگون
ہے ۔ وہ شبیہہ اور مانند سے منزہ ہے ۔ اور شکل و مثال
سے مبرا ہے ۔ پدر اور فرزند ہونا اس اللہ تعالےٰ کے
حق میں محال ہے ۔ اس کی بارگاہ میں ہمسر ہونے کی
کیسے مجال ہے ؟ اللہ تعالیٰ کی شان میں اتحاد اور حلول
کی آمیزش کا خیال کرنا اور پوشیدہ ہونے اور ظاہر
ہونے کا گمان کرنا بُرا ہے ۔ وہ زمانی نہیں ہے کیونکہ
زمانہ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے ۔ وہ مکانی نہیں ہے
کیونکہ مکان اس کا بنایا ہوا ہے ۔ اس کے وجود کی کوئی
ابتدا نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی انتہا ہے ۔
سب قسم کا خیر و کمال اس کی ذات میں ثابت ہے
اور وہ ہر قسم کے نقص و زوال سے پاک ہے عبادت
کے لئے مستحق اور پرستش کے لائق وہی حق سبحانہ
تعالےٰ ہے ۔ رام اور کرشن کے پیدا ہونے سے پہلے
پروردگارِ عالم کو کوئی رام یا کرشن نہیں کہتا تھا ۔ ہمارے
پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار
کے قریب گذرے ہیں ۔ خلقت کو خالق کی عبادت کرنے
کی ترغیب فرمائی ہے ۔ اور ان سب نے غیر کی عبادت
کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ اور سب اپنے آپ کو بندۂ
عاجز جانتے اور خالق عالم کی ہیبت اور عظمت سے
ڈرتے اور کانپتے رہتے تھے ۔

اگر مجدد الف ثانیؒ کے اس خط کے سیاق و سباق کا
بغور مطالعہ کیا جائے تو اس سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے
کہ حضرت وحدتِ ادیان بالفاظِ دیگر متحدہ قومیت کے
مخالف تھے اور وہ مسلمانوں کو ایک

قوم دیکھنے کے متمنی تھے ۔ مجدد الف ثانیؒ چونکہ مسلمانوں
کو ہندوؤں میں جذب ہونے سے بچانا چاہتے
تھے ۔ اس لئے وہ ان کی ایسی حرکات سے سخت
رنجیدہ ہوتے تھے جو ان میں اور ہندوؤں میں
مشابہت پیدا کرتی تھیں ۔

حضرت کو معلوم ہوا کہ دیوالی کے ایام میں بعض
مسلمان عورتیں بھی ہندو عورتوں کیطرح کچے برتنوں
پر رنگ پھیرتی اور ان میں سُرخ چاول بھرتی ہیں ۔
حضرت نے فوراً بنام یک زن صالحہ ایک خط میں
تحریر فرمایا کہ

" ایسی باتیں شرک اور کفر ہیں اور ان
کا دینِ اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔
مزید براں آپ فرماتے ہیں کہ رسولِ
خدا نے فرمایا ہے کہ شرک اصغر سے بچو ۔

شرک و کفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا
دخل ہے ۔ شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا بھی
مشرک ہے ۔ اسلام کی شرط کفر سے بیزار ہونا ہے
اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان ہے ۔
دُکھ ، درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لئے بتوں
اور شیطانوں سے مدد مانگنا شرک ہے ۔ کافروں
کی دیوالی کے دنوں میں کافروں کی رسموں کو بجا لانا
خوشی منانا ، بیٹیوں اور بہنوں کو ہدیہ بھیجنا اور
اپنے برتنوں کو سُرخ چاولوں سے بھرنا یہ سب شرک
ہے اور دینِ اسلام کے منافی ہے ۔

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر حضرت مجدد
الف ثانی تحریر فرماتے ہیں ۔

بعض جاہل مسلمان ہند

(چیچک) کی پرستش کرنے لگے ہیں۔ حضرت نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ کافروں کا شعار تھا اور اگر مسلمان ان شعائر پر عمل کرتے رہتے تو ان کی انفرادیت اور وجود ختم ہو جاتا۔ اس لئے حضرت نے بروقت اُن جہلا کو تنبیہ فرمائی اور ہندوؤں کے شعائر ترک کرنے کا مشورہ دیا۔

ایک دوسرے موقع پر حضرت فرماتے ہیں کہ دیوتاؤں اور بھوتوں سے بیماریوں کے ازالہ میں اہل اسلام کے جاہل لوگوں کا مدد طلب کرنا عام ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے مکتوب میں موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے انتہائی جہل کی وجہ سے اکثر عورتیں اس حرام وممنوع استمداد میں مبتلا ہیں اور وہ ان وہمی دیوتاؤں سے بلاؤں کے ٹالنے کی درخواست کرتی ہیں اور شرک و اہل شرک کی رسموں کو بجا لاتی ہیں۔

ایک اور موقع پر حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ اہل کفر کے بہت سے احکام اور رسوم اہل اسلام میں نمایاں ہو رہے ہیں۔ ایسی تمام باتیں چونکہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے قریب لا رہی تھی۔ اس لئے مجدد الف ثانی نے ان باتوں کا بروقت نوٹس لیا اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

ایک بار آپ کو معلوم ہوا کہ عبدالرحیم خان خاناں کے ایک ہم نشیں شاعر نے اپنا تخلص کفری رکھ لیا ہے حالانکہ وہ شاعر صحیح النسب سید اور ایک معزز گھرانے کا فرد تھا۔ حضرت نے خان خاناں کو لکھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس تخلص کے اختیار کرنے پر اس کو کس چیز نے آمادہ کیا۔ یہ تخلص نہایت برا ہے۔ اس لئے ایک مسلمان کو اس سے اس طرح بھاگنا چاہیئے جیسے آدمی شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ ایسا تخلص یا نام اللہ اور رسولؐ کے نزدیک قابل نفرت ہے۔ اس لئے ایسے تخلص سے علیحدگی واجب ہے آپ میری طرف سے اس سے درخواست کریں کہ وہ اپنا تخلص "کفری" کے بجائے "اسلامی" رکھ لے۔ صرف اسی ایک چھوٹی سی بات سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ مجدد الف ثانی کتنے باغیرت مسلمان تھے۔ آپ چونکہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے ایک الگ قوم دیکھنا چاہتے تھے اس لئے انہیں اتنی سی بات بھی گوارا نہ تھی کہ مسلمان غیر اسلامی تخلص اختیار کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے مسلمانوں کی غیرت کو للکارا اور غیر مسلموں کے عقائد وافکار اپنانے پر اُن کی سرزنش کی۔ آپ نے انہیں بتایا کہ اگر وہ اس ملک میں بحیثیت ایک قوم زندہ رہنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں کفر و شرک ترک کر کے کافروں سے تمیز ہو کر رہنا ہو گا۔

> ہم حضرت مجددؒ کے متعلق یہ بات وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی نے قیام پاکستان کا تصور پیش کیا تھا اور آپ ہی صحیح معنوں میں پہلے پاکستانی تھے

بقیہ - روزہ اور ماہِ رمضان

دس روزے انہوں نے اس گناہ کے کفارہ میں زائد کئے جو انہوں نے رمضان کی بجائے موسم بہار میں کسی مہینہ کی طرف انتقال کیا۔ ایک بار ان کا بادشاہ کسی مہلک اور خطرناک بیماری میں مبتلا ہوا تو اس نے نذر مانی کہ اگر مجھے شفا ہوئی تو میں

غلام رسول گوہر

دربارِ عالی

محمدؐ کا دربار، دربارِ عالی! محمدؐ کی سرکار، سرکارِ عالی
ابوبکر و فاروق عثماں علی بھی نبی کے ہیں اصحاب یہ چار عالی
شفاعت کا ہے آسرا ورنہ ہیں تو سیہ کار ہوں اور بدکار عالی
ہیں نبیوں کے سردار محبوبِ باری رسالت کا اُن کا ہے معیار عالی
برستی ہے رحمت خدا کی وہاں پر جہاں ہوتے ہیں ان کے اذکار عالی
حسین و حسن ہیں نواسے نبی کے بہشتی جوانوں کے سردار عالی
بلندیٔ وصفِ نبی کو نہ پائے! کسی مُرغِ زیرک کی منقار عالی
رقم جو کئے میں نے نعتِ نبی میں گنے کیوں نہ جائیں وہ اشعار عالی
بڑے شوق سے دیکھا روضہ نبی کا ہے گنبدِ خضریٰ کا مینارِ عالی

بنے قبر طیبہ میں گر میری گوہر
ملے مجھ کو جنت میں گلزار عالی

مدیر مسئول

روزہ اور ماہِ رمضان

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو فرض کیا گیا ہے تمہارے اوپر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا۔ تم سے پہلے لوگوں پر شاید تم متقی ہو جاؤ۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ۔

پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ میں (جو اس سے پہلی آیت شہر رمضان میں مذکور ہوا) زندہ موجود ہو۔ اور مقیم ہو اس پر واجب ہے کہ وہ اس کا روزہ رکھے۔

روزہ ارکان اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارکان اسلام بیان کرتے ہوئے اس کا ذکر تین کے بعد چوتھے درجہ میں کیا ہے چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وشہادۃ ان محمداً عبدہ ورسولہ اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم شہر رمضان وحج البیت من استطاع الیہ سبیلا مشکوٰۃ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے

۱۔ گواہی دینا اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(۲) اور قائم کرنا نماز کا

(۳) اور دینا زکوٰۃ کا

(۴) اور روزہ ماہِ رمضان کا

(۵) اور حج بیت اللہ کا جو اس کی طرف طاقت رکھے

اوپر کی مندرجہ بالا دو آیات ماہِ رمضان کے روزہ کی فرضیت کے لئے دلیل اور نص ہیں۔ ایک آیت میں خبر ہے کہ تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے اور دوسری آیت میں امر ہے۔ اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جب تک اس سے پھیرنے والا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ ماہ رمضان کے روزوں سے پہلے ہر ماہ کے تین روزے فرض ہوئے تھے اور بعض نے کہا عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ رمضان کی فرضیت سے ان روزوں کی فرضیت منسوخ ہوگئی یعنے اب وہ روزے فرض نہیں۔ بلکہ نفل ہیں اگر کوئی رکھے تو ثواب ہے۔

روزے کی ابتدائی صورت

ابتداء میں حکم تھا کہ روزہ شام کو افطار کریں۔ عشاء کی نماز تک یا نیند تک کھائیں پئیں۔ اگر کوئی شام کی نماز کے بعد سو گیا تو اس پر اگلے دن کی شام تک کھانے پینے اور جملہ مفطرات سے دست کش ہونا فرض تھا۔ اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد اگلے دن کی شام تک کھانا پینا منع تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ان پر رات کو بھی روزہ فرض تھا۔ مغرب کے بعد عشاء تک ان کو کھانے پینے کے لئے قلیل وقت ملتا تھا۔ اس نوعیت کا روزہ عوام پر بڑا دشوار گذار تھا لیکن جہاں تک ان کا امکان اور مقدور تھا وہ اس پر کاربند تھے۔ لیکن یہ حکم ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ اس کو چند ایام یا کچھ عرصہ جاری رکھنے کے بعد جب بندوں کی جانب سے اس حکم کو جاری رکھنے یا اس پر کاربند ہونے سے معذرت کا ظہور ہو، منسوخ کر دے۔

حضرت عمرؓ کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کو اپنی بیوی سے مجامعت کی۔ پھر فارغ ہوئے تو رونے لگے۔ آخر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے قصور کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا اے عمر تیرے لئے یہ لائق نہیں تھا۔ اس کے بعد اور بھی کئی آدمیوں نے کھڑے ہو کر اپنے قصور کا اظہار کیا کہ یا رسول اللہ ہم بھی رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جاتے رہے ہیں مگر بوجہ حیا کے اس کے اظہار سے خاموش رہے۔ اب عمرؓ نے اظہار کیا تو ہم کو بھی اپنے گناہ کے اعتراف کا سہارا مل گیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے سابقہ حکم کو منسوخ کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔

اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وَهُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ

تمہارے لئے روزے کی رات کو عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ تم ان کا لباس ہو اور وہ تمہارا لباس ہیں۔ اللہ نے جانا بے شک تم خیانت کرتے ہو اپنی جانوں سے۔ پس اب ان سے مباشرت کرو اور ڈھونڈو وہ چیز جو لکھی اللہ نے تمہارے لئے۔

اس آیت کے ساتھ رات کا روزہ رکھنا منسوخ ہوا۔ اس کے بعد روزہ شرعی کی اسلامی نوعیت اور کیفیت یہ مقرر ہوئی کہ صبح صادق سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روکیں۔ جب سورج غروب ہو جائے تو روزہ حلال اور طیب چیز سے افطار کریں۔ اور صبح صادق تک کھائیں پئیں۔ اجازت ہے۔

ماہِ رمضان کے فضائل

حدیث کی مستند اور معتبر کتب میں مروی ہے کہ رمضان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہرٌ مبارک فرمایا ہے۔ یعنے مبارک مہینہ۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک لوحِ محفوظ سے نقل کرواکر آسمان دنیا پر بیت العزت میں ایک ہی بار نازل فرمایا۔ یہ مہینہ اس اعتبار سے قرآن کی سالگرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مہینہ کی راتوں کو نماز تراویح میں اس اندازے سے قرآن پڑھا جاتا ہے کہ آخر تک تین یا دو یا کم از کم ایک قرآن ختم ہو جائے۔ دن کو بھی اپنے طور پر جتنا کسی سے پڑھا جا سکتا ہے لوگ ہر روز بلاناغہ پڑھتے ہیں یہاں تک کہ رمضان کے آخری ایام تک وہ کم از کم قرآن ختم کر لیتے ہیں۔ مساجد میں علماء قرآن پاک کا درس دیتے ہیں اور اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ اکثر اس مہینے کے ایام کو خیرات وحسنات میں اور رات کو قیام میں گذارتے ہیں اور جہاں تک امکان ہے لوگ فسق و فجور اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ اور صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ یہ مہینہ نیکیاں جمع کرنے اور بدیوں سے دور رہنے کا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس مہینہ میں نفل نیکی دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ہے۔ اور اس مہینہ کی فرض نیکی دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ اس مہینہ میں دنیا کی طرف آسمان یا رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اس مہینہ میں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا روزہ افطار کرانا بڑا ثواب ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہر کوئی تو روزہ افطار کرانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا افطار کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے جس نے دودھ یا پانی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور سے کسی کا روزہ افطار کرایا۔ اور جس نے خوب سیری اور شکم پُری کے ساتھ کسی کو کھانا کھلایا اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کسی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کسی غلام کو آزاد کرنے والے کو ملتا ہے۔

آپ نے فرمایا یہ مہینہ مواخاۃ یعنے باہمی ہمدردی اور خیر خواہی کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کی حرمت کے پیشِ نظر کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ جھوٹ بولے یا غیبت کرے یا چغلی کھائے۔ یا کسی سے لڑے جھگڑے۔ اگر کوئی خواہ مخواہ لڑتا ہے تو صرف اتنا کہدے کہ میں روزے سے ہوں۔ اس مہینہ کا اول رحمت۔ دوسرا حصہ مغفرت اور تیسرا عتق من النار ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نار سے گنہگاروں کو آزاد کرتا ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات آتی ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ہے۔ اس میں ملائکہ اور روح کا نزول ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام اس مہینہ میں بہت سخاوت فرمایا کرتے تھے اور جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دو بار قرآن کا دور فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اس مہینہ کی بڑی عزت ہے۔ شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالےٰ نے میری امت کو چار چیزیں وہ عطا کی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں ہوئیں۔

۱۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کو کستوری کی بو سے زیادہ محبوب ہے۔

(۲) جب تک روزہ دار روزہ افطار نہیں کرتا تب تک

ملائکہ اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ اور اس میں شیاطین کو زنجیروں میں باندھا جاتا ہے۔ ان کو جیسی آزادی لوگوں کو گمراہ کرنے کی اور مہینوں میں ملتی ہے اس مہینہ میں نہیں ملتی۔

۴۔ اس مہینہ میں ہر روز جنت کو زینت دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے عنقریب میرے نیک بندے دنیا کی سختیوں سے نجات پاکر تجھ میں آکر سکون پائیں گے۔

لیلۃ القدر

اس مہینہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں ایک رات ہے جس کو لیلۃ القدر کہا گیا ہے وہ رات ہزار مہینوں کی راتوں سے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو بہتر ہے۔ اس رات میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک بہت بڑی جماعت میں نزول فرماتے ہیں۔ اس کے ہاتھ ایک سبز رنگ کا جھنڈا ہوتا ہے۔ جس کو وہ بیت اللہ شریف کی چھت پر گاڑ دیتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں۔ ان میں سے دو پر وہ ہیں جنکو وہ لیلۃ القدر کی رات میں کھولتے ہیں۔ اس رات کے سوا کبھی نہیں کھولتے۔ جب ان پروں کو وہ کھولتے ہیں تو وہ مشرق و مغرب سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل ملائکہ کو اس امت میں بھیجتے ہیں وہ ہر کھڑے بیٹھے اور نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے کو سلام کہتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ فجر کا طلوع ہو۔ جب فجر نمودار

ہوتی ہے تو جبرئیل ان فرشتوں کو پکارتے ہیں۔ الرحیل الرحیل۔ یعنے اے فرشتو! اب اوپر آسمان کو چلو۔ تمہارے یہاں سے کوچ کرنے کا وقت آگیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے جبرئیل اللہ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے بارے میں کیا کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ نے ان کو بنظر رحمت دیکھا اور ان کی خطاؤں اور قصوروں سے درگذر فرمائی۔ اور ان کے گناہوں کو بخش دیا۔ مگر امت محمدیہ سے چار آدمیوں کی بخشش نہیں ہوتی وہ اس رات میں اللہ کی خصوصی رحمت اور نوازش سے محروم رہے ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں وہ کم بخت کون ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں ایک ان میں سے شراب پینے والا ہے۔ دوسرا ان میں سے ماں باپ کا عاق اور نافرمان ہے۔ تیسرا ان میں سے وہ جو اپنے قرابت داروں سے منہ پھیرنے والا اور ان کے حقوق ادا کرنے میں سستی کرنے والا ہے۔ اور چوتھا ان میں سے وہ ہے جو کینہ ور ہے یعنے مسلمانوں سے بغض رکھتا ہے۔ ایک روایت میں آیا یا رسول اللہ کینہ ور کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو اپنے بھائی سے کلام نہ کرے۔ حالانکہ تین دنوں سے زیادہ دن ہوگئے ہیں۔

بنی اسرائیل کے زمانے کا ایک واقعہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جبرئیل نے ایک بادشاہ کا واقعہ بیان کیا کہ وہ بڑا صالح اور نیک تھا۔ اللہ نے اس کے زمانے کے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ وہ جس چیز کی تمنا کرے گا میں پوری کروں گا۔ اس نے عرض کی اے اللہ مجھے ایک ہزار بیٹا عطا کر

ان کی میں اس غرض سے تربیت کروں کہ وہ جوان ہو کر
جہاد میں جائیں گے اور راہِ خدا میں قربان ہو کر شہادت
کا درجہ حاصل کریں گے۔ رب تعالےٰ نے اس کو ہزار
بیٹا دیا جب وہ پل کر جوان ہوئے تو بادشاہ ہر ماہ ان
میں سے ایک کو جہاد پر بھیجتا اور وہ شہید ہو جاتا یہاں
تک کہ ایک ہزار ماہ میں اس کے تمام بیٹے راہ خدا میں
قربان ہو گئے۔ آخر میں اس نے خود ہتھیار پہنے
اور جہاد پر گیا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی شہید ہو
گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں آنسو
آ گئے۔ اس بات پر کہ میری امت کی عمریں بہت
کم ہیں وہ اتنا ثواب پانے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے آپ پر سورۃ قدر نازل فرما کر آپ کو تسلی دی کہ جو
کوئی آپ کی امت سے لیلۃ القدر کو بیدار رہ کر نیکی کرے
گا اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار ماہ کی راتوں کی نیکیوں
سے بھی زیادہ ثواب لکھا جائے گا۔

لیلۃ القدر کی رات کونسی ہے

بعض علماء و محدثین کی رائے ہے کہ یہ رات تمام
سال میں گردش کرتی ہے کبھی کسی ماہ میں اور کبھی
دوسرے ماہ میں۔ اس کو وہی پا سکتا ہے جو تمام
سال کی راتوں کو جاگ کر رب تعالےٰ کی عبادت کرے
اکثر کا قول ہے کہ یہ رات ماہِ رمضان میں ہوتی ہے۔ کسی
نے کہا پہلے عشرہ میں۔ کسی نے دوسرا عشرہ بتایا۔ لیکن
جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ یہ رمضان کے آخیر عشرہ
میں ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک
حدیث سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا
تم لیلۃ القدر کو آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔
بعض نے کہا یہ رمضان کی اکیسویں رات ہے۔ اور
اور بعض نے تیسویں اور بعض نے پچیسویں اور بعض
نے ستائیسویں اور بعض نے انتیسویں بتایا ہے۔
اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ رمضان کی
ستائیسویں رات ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے
دلیل اس پر یہ لائی گئی ہے کہ لیلۃ القدر کے نو
حروف ہیں۔ اور یہ لفظ سورۃ میں تین بار دہرایا
گیا ہے۔ تین کو نو سے ضرب دیں تو ستائیس جواب
آتا ہے۔ اس سے مترشح ہوا کہ لیلۃ القدر ستائیسویں
شب ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آخیر سورۃ میں ضمیر
ھی ہے۔ جس سے لیلۃ القدر مراد ہے۔ وہ شمار میں
ستائیسواں کلمہ ہوتا ہے۔ اس میں بھی یہی اشارہ ہے
کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔ بہرکیف اللہ تعالےٰ نے
اور اس کے رسول نے اس رات کے تعین و تقرر سے ہمیں
آگاہ نہیں فرمایا۔ راز اس میں یہ ہے کہ لوگ اس رات
پر قناعت نہ کریں بلکہ اس کو پانے کی حرص میں تمام
سال کی راتوں کو یا تمام رمضان کی راتوں کو یا کم از کم آخیر
عشرہ کی راتوں کو زندہ رکھیں اور ان میں قیام کریں۔

اعتکاف

رمضان کے آخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا بھی سنت
ہے۔ شرع میں اعتکاف وجہ مخصوص کے ساتھ مسجد
میں ٹھہرنا اور اس کو لازم پکڑنے کو کہتے ہیں۔
حنفیوں کے نزدیک سنت مؤکدہ بالکفایۃ ہے اس
لئے کہ حضور نے اس پر مواظبت و مداومت فرمائی ہے
شہر یا دیہات میں سے کسی ایک

اعتکاف کی نیت سے بیٹھنے سے تمام شہر کے آدمیوں کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ اس کا وقت بیسویں رمضان کے سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر انتیسویں یا تیسویں رمضان کے سورج غروب ہونے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اعتکاف والے کے لئے صرف جمعہ یا قضائے حاجت کے لئے نکلنا جائز ہے۔ اس کے سوا کسی کام کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے اگر مسجد سے باہر ہوا تو اعتکاف فاسد ہوا۔ اعتکاف والے کے لئے کھانا، پینا، سونا مسجد ہی میں ہوگا۔ اگر اس کو احتلام ہوا تو غسل کے لئے بھی بقدر ضرورت مسجد سے باہر آ سکتا ہے۔ بات چیت کرنا منع نہیں ہے مگر بات چیت نیک ہونی چاہیئے۔ اگر اپنی ذاتی حاجت کے لئے کسی چیز کے بیچنے یا خریدنے کی ضرورت پڑے تو یہ بھی سامان کو مسجد میں لائے بغیر جائز ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخیر عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اور آپ گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے مگر حاجتِ انسان کے لئے۔ اس سے مراد بول و براز ہے۔ آپ اپنے معتکف سے اپنا سر میری طرف قریب کر دیا کرتے تھے۔ پھر میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیا کرتی تھی۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معتکف پر واجب ہے کہ وہ نہ بیمار کی عیادت کو جائے اور نہ نماز جنازہ کے لئے۔ نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے

اور حدیث میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ
نہیں اعتکاف مگر روزے کے ساتھ اور نہیں
اعتکاف مگر مسجد میں۔

روزے کے چند مختصر مسائل

بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل۔ روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں۔ مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائیگا۔ بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ:- کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے۔ یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا۔ مگر جب کہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا۔ اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرلے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔ بعض مشائخ نے کہا جوان کو دیکھے تو یاد دلادے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور ہوتے ہیں۔ اور دراصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف کا لحاظ ہے۔ لہذا اگر اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ:- مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار

آ جاتا ہو کہ چکی پیسنے یا آٹا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اڑی یا جانوروں کے کھر یا ٹاپ سے غبار اڑ کر حلق میں پہنچا اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا۔ اور اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا۔ جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو۔ اور کسی طرح پہنچایا ہو یہاں تک کہ اگر بتی وغیرہ کی خوشبو سلگتی تھی اس نے منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر روزہ یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر پئے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (در مختار، رد المختار)

مسئلہ۔ تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا۔ اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔ بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو۔ جب بھی نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ۔ بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال نہ ہوا۔ اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا پھر دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا۔ ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (جوہرہ در مختار)

مسئلہ۔ احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا۔ اگرچہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے۔

مسئلہ۔ جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا۔

روزے کے مندرجہ بالا مسائل بہار شریعت سے ماخوذ ہیں۔

مسئلہ۔ اگر اس کو قے آئی اور پھر لوٹ گئی۔ روزہ فاسد نہ ہوا۔ (کنز الدقائق)

طرفین کے نزدیک منہ بھر کر قے آئی یا اس سے کم دونوں کا یہی حکم ہے۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر منہ بھر کر آئی اور لوٹ گئی تو روزہ فاسد ہو گیا۔ لیکن صحیح قول طرفین کا ہے کہ دونوں صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (فتح)

مسئلہ۔ اگر خود قے کو بہ تکلف لوٹایا یا خود قے لایا تو ان دونوں صورتوں میں خواہ منہ بھرا ہوا ہو یا نہ ہو روزہ فاسد ہو گیا۔ اس پر قضا لازم ہے۔ اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں کنکر یا لوہا نگل گیا تو اس کا بھی روزہ فاسد ہو گیا۔ اس پر قضا لازم ہے۔

مسئلہ۔ جس نے جماع کیا یا اس سے کسی نے کیا دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستے میں محل مشتہی علی وجہ الکمال میں اس پر قضا بھی لازم اور کفارہ بھی۔ اگر کسی نے جانور یا میت یا چھوٹی بچی کے ساتھ جماع کیا یا اس نے تفخیذ و تبطین کیا یا ہاتھ سے مباشرت فاحشہ سے منی کا اخراج کیا ان سب صورتوں میں اگر انزال ہوا تو روزہ فاسد ہوا قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ اور اگر انزال نہ ہوا تو روزہ فاسد نہ ہوا۔ (فتح، عینی)

مسئلہ۔ جس نے کسی چیز کو غذا کے طور پر کھایا اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے حقنہ کیا۔ یا ناک میں دوائی ڈالی یا کان میں تیل ڈالا یا پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوائی ڈالی اور وہ اس کے پیٹ یا دماغ میں پہنچی تو اس کا روزہ فاسد ہوا۔

مسئلہ- اگر اپنے ذکر کے سوراخ میں دوائی ڈالی تو روزہ فاسد نہ ہوا۔ صاحبین کے نزدیک روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ امام صاحب اور صاحبین کے مابین یہ اختلاف اس بات پر ہے کہ ذکر سے مثانہ تک راستہ ہے یا نہیں۔ امام صاحب کے نزدیک کوئی راستہ نہیں اس لئے ان کے نزدیک فاسد نہیں ہوتا اور صاحبین کے نزدیک راستہ ہے اس لئے ان کے نزدیک فاسد ہو جاتا ہے۔ (کنز، عینی۔ فتح)

مسئلہ- کسی چیز کا چکھنا اور اس کا بے عذر چبانا بھی مکروہ ہے دنداسہ کا چبانا بھی مکروہ ہے آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ مونچھوں یا بالوں کو تیل لگانا، مسواک کرنا اور بوسہ لینا اگر انزال کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ یہ جملہ مسائل کنز الدقائق اور اس کے حواشی اور شروح سے لئے گئے ہیں۔

رخصت

جس مریض کو روزہ رکھنے کی قدرت نہ ہو یا مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دے لے اسی طرح مسافر کے لئے بھی رخصت ہے مگر اس کا روزہ رکھنا زیادہ محبوب ہے اور مسافر سے وہ مسافر مراد ہے جس کو سحری کا وقت سفر میں آئے۔ اور جو ابھی گھر میں ہے اور فجر کے بعد وہ سفر کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لئے رخصت نہیں اس کے لئے واجب ہے کہ روزہ رکھے۔ ہاں اگر بعض وجوہات سے مسافر کو روزہ رکھنا سخت دشوار ہے تو پھر روزہ رکھنا محبوب نہیں۔ اگر مسافر اور مریض اسی حالت میں فوت ہو گئے تو ان کے روزوں کی قضا کے بدلے ان کا ولی فدیہ دے۔ ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کے اندازے سے گیہوں یا جو یا اس کی قیمت دے۔ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو تو فدیہ ولی پر واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے اپنے بچے پر خوف ہے تو وہ بھی روزہ نہ رکھیں اور جتنے روزے رہ جائیں ان کے بعد قضا دے لیں۔ اگر اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ روزہ رکھنے کی اس کو قطعاً قدرت نہیں بوجہ بڑھاپے کے بہت کمزور ہے کہ سانس لینا بھی اس کے لئے ایک زحمت ہے تو وہ اپنے روزوں کا فدیہ دے اور روزہ نہ رکھے۔ فدیہ کی مقدار وہی ہے جو صدقہ فطر کی ہے۔

مسئلہ- اگر بچہ دن کے کسی حصہ میں بالغ ہوا یا کوئی کافر مسلمان ہوا تو وہ بقیہ دن کھانے پینے سے باز رہیں۔ اس دن کی قضا ان کے ذمہ لازم نہیں حیض و نفاس والی عورت روزہ نہ رکھے بعد میں قضا دے

فائدہ

پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے۔ جیسا کہ آیہ کما کتب علی الذین من قبلکم سے واضح ہوا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ نصاریٰ بھی ماہ رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ لیکن یہ مہینہ کبھی سخت گرمیوں میں اور کبھی سخت سردیوں میں آتا تو ان کو اپنے کاروبار و مشاغل اور سفر کی حالت میں بڑی دقت اور تنگی محسوس [illegible] اپنے علماء کے فتویٰ کے مطابق انہوں نے [illegible] بجائے موسم بہار میں۔ ایک ماہ کی بجائے ایک ماہ دس دن کے روزے رکھنے شروع کئے۔

بقیہ آئندہ

رعنا نظامی جہلم

آج کی رات

ہوئی کونین کی انساں کو خبر آج کی رات
عرش و سدرہ سے گیا آگے بشر آج کی رات

سجدہ آدم کو کرایا گیا جو صبح ازل
ظاہر اس کا ہوا آخر یہ اثر آج کی رات

تھا محمد کا یہ مخصوص مقام محمود
جل اٹھے تھے یہیں جبریل کے پر آج کی رات

کس یہ ذی جاہ کی آمد ہے سر عرش بریں
آئے ہیں حلقہ کئے شمس و قمر، آج کی رات

اللہ اللہ شب اسریٰ کے فیوض و برکات
سنگ ریزے بھی بنے لعل و گہر آج کی رات

جس کے جلووں سے منور ہوئی بزم تخلیق
لائی ہے اپنے جلو میں وہ سحر آج کی رات

شب اسریٰ میں تدبر جو کیا تو یہ کھلا
بڑھ گیا نوع ملائک سے بشر آج کی رات

کم نصیبی کا کہیں اس کا ٹھکانہ ہی نہیں
جس کا بیدار نہیں ذوق نظر آج کی رات

مغفرت مانگ لو جی بھر کے عبادت کر لو
کہتے ہیں وا ہوا پھر توبہ کا در آج کی رات

میں بھی ہوں طالب الطاف رسول عربی
اپنے رعنا پہ بھی ہو لطف نظر آج کی رات

نوٹ ۔ جناب رعنا صاحب کا کلام معراج کی بابت دیر سے وصول ہوا اس لئے موقع کے بعد دیر سے شائع ہو رہا ہے

از قلم مدیر مسئول

فضائلِ قرآن شریف

قرآن مجید۔ رب العالمین کی آخری وحی یا آخری پیغام یا آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد تا روزِ قیامت کوئی کتاب نہیں۔ جیسے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں نہ ظلی نہ بروزی۔ جس طرح آخری رسول کو تمام سابقین انبیاء پر فضیلت تامہ اور کاملہ ہے بالکل ٹھیک اسی طرح قرآن مجید کو تمام کتب سماویہ پر فضیلت ہے۔ اس کی فضیلت کے لئے یہی نسبت کافی ہے کہ یہ اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے جس کو اس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين

یہ وہ کتاب ہے جس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ متقین خدا ترس انسانوں کے لئے چراغ ہدایت ہے۔

یہ وہ کتاب ہے کہ اللہ نے اس کی قسم کھائی

والقرآن ذی الذکر

قسم ہے قرآن کی جو نصیحت دینے والا ہے

قسم کھانے والا اس چیز کی قسم کھاتا ہے جس کی قدر و منزلت اس کے نزدیک بہت ہو اور اس کے نزدیک محبوب اور عزیز ہو۔ تو جب اللہ تعالےٰ نے قرآن کی قسم کھائی تو ثابت ہوا کہ قرآن اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہے۔ والقرآن الحکیم میں بھی قرآن کی قسم کھائی گئی۔ اور اس کو حکیم یعنے حکمت والا بیان فرمایا۔ قرآن کی شان میں فرمایا:

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم

قرآن جو ایک کتاب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی جانب سے اتارا گیا ہے۔ جو بڑی عزت اور علم والا ہے۔

رب العالمین نے فرمایا

انا انزلنا علیك الکتاب للناس بالحق فمن اھتدی فلنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا۔

(پ ۲۴ سورہ زمر)

بے شک ہم نے اے محبوب الکتاب یعنی قرآن اتارا لوگوں کی ہدایت کے لئے حق کے ساتھ۔ پس جس نے ہدایت پائی تو اس نے اپنے نفس کے لئے پائی۔ لہٰذا جو اس سے پھر گیا یعنے ایمان نہ لایا تو اس کی گمراہی کا عذاب اسی پر پڑے گا۔

قرآن مجید میں ایسی بہت آیات ہیں جن میں

تعالیٰ نے قرآن کے اوصاف کو بیان فرمایا ہے۔ قرآن پاک کو کتاب مبین یعنے روشن کتاب بھی فرمایا گیا ہے

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

بیشک آیا تمہارے پاس نور یعنے حضرت محمدؐ اور روشن کتاب یعنے قرآن مجید ۔

جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول ماننا واجب ہے اسی طرح قرآن کو اللہ کی کتاب ماننا بھی واجب ہے ۔ کفار مکہ اور روسائے عرب قرآن کو اللہ کی کتاب نہیں مانتے تھے وہ اس کو سحر اور کہانت اور شعر کہتے تھے ۔ کبھی کہتے کہ یہ اساطیر الاولین ہے ۔ یعنی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں ان کا یہ زعم رد فرمایا اور حضورؐ کو حکم ہوا کہ آپ ان کافروں سے معارضہ کریں یعنے ان کو دعوتِ مقابلہ دیں اور چیلنج دیں کہ اگر قرآن اللہ کی کتاب نہیں تو تم اس کی ایک سورۃ جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ۔ اس لیے کہ جو کام ایک بندے کا ہوتا ہے اس کا دوسرے بندے سے ہونا ممکن ہے ۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صدقین

اگر تمہیں اس چیز کے متعلق شبہ ہے جس کو ہم نے اپنے برگزیدہ بندے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا تو تم اس جیسی ایک سورۃ بنا کر لے آؤ اور اپنے مددگاروں کو جو اللہ کے سوا ہیں اپنی مدد کے لئے بلا لو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو ۔

مگر چودہ سو برس پورے ہو رہے ہیں ۔ آج تک بھی ان سے اس کا معارضہ اور مقابلہ نہ ہو سکا جس سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے کسی بشر یا انسان کی کتاب نہیں ہے ۔ اگر بشر کی ساختہ پرداختہ کتاب ہوتی تو حضور علیہ السلام کے زمانے میں ہی اس چیلنج کو قبول کر لیا جاتا ۔ قرآن مجید حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تا قیامت زندہ معجزہ ہے ۔ معجزہ وہی ہوتا ہے جس کا مقابلہ کسی سے نہ ہو سکے ۔ اس کا مقابلہ بھی کسی سے قیامت کے دن تک ممکن نہیں ۔

اہلِ اسلام کا قرآن سے شغف

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہدِ مبارک میں آپ کے اصحاب کو قرآن سے والہانہ محبت تھی ۔ رات دن اس کی تلاوت کرتے اور ثواب کے لئے کرتے ۔ رات کی گھڑیوں میں بیدار ہو کر شوق و محبت سے پڑھتے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دیتے ۔ قرونِ اولیٰ میں کوئی ایسا نہیں ہوتا تھا جو قرآن نہ پڑھتا ہو ۔ اکثر ان میں حافظ و قاری ہوتے ۔ وہ قرآن نہ صرف آجکل کی طرح زبانی پڑھتے تھے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل بھی کرتے تھے ۔ ان کی پاکیزہ زندگیاں قرآن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی تھیں ۔ ان کی مساجد میں بچوں کو قرآن پڑھانے کا معقول انتظام ہوتا تھا ۔ شب و روز ان کے علماء ان کے سامنے قرآن کی تفسیر اور اس کے حقائق و بصائر بیان فرماتے ۔ قرآن کے علوم میں انہوں نے جانفشانی اور کاوشیں کیں کہ قرآن کے حروف و کلمات اس کے نقاط تک انہوں نے گن کر رکھ دیئے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتابوں میں آیات کا مندرجہ ذیل اعداد و شمار کا ذکر فرمایا ہے ۔

قرآن مجید کی جملہ آیات : ۶۶۶۶ ہیں ۔ جن

آیات میں وعدے ہیں ۔ ان کی تعداد (۱۰۰۰) ایک ہزار ہے ۔ جن آیات میں وعید ہے ان کی تعداد بھی ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے ۔ جن آیات میں امر ہے ان کی تعداد بھی ایک ہزار ہے ۔ جن میں نہی ہے وہ بھی ایک ہزار ہیں ۔ جن میں قصص کا ذکر ہے وہ بھی ایک ہزار ہیں ۔ جن میں خبر ہے وہ بھی ایک ہزار ہیں ۔ جن میں حلال و حرام ہے وہ پانچسو ہیں ۔ جن میں دعا و تسبیح ہے وہ ایک سو ہیں ۔ جن میں ناسخ و منسوخ ہیں وہ ۶۶ ہیں ۔ ان سب کا مجموعہ ۶۶۶۶ ہے ۔

قرآن کے فضائل بزبان نبوت

حضرت عثمان نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ " تم میں سے اچھا وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور سکھایا ۔ (مشکوٰۃ)

(۱) عقبہ ابن عامر سے روایت ہے کہ ہم صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۔ آپ نے فرمایا : تم میں سے کون چاہتا ہے کہ وہ بطحان یا عتیق میں صبح سویرے جائے اور گناہ اور قطع رحمی کے بغیر جائز طریقہ سے دو اونٹنیاں اونچی کوہان والیاں (مفت) لے آئے ۔ ہم نے عرض کی ، یا رسول اللہ ! یہ تو ہم سب چاہتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی صبح کے وقت مسجد میں نہیں جاتا کہ سیکھے وہ دو آیتیں اللہ کی کتاب سے ۔ یہ بہتر ہیں اس کے لئے دو اونٹنیوں سے اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار بہتر ہیں چار سے الغرض قرآن کی جتنی آیتیں سیکھے گا وہ اونٹنیوں کی اتنی تعداد سے اس کے لئے بہتر ہوں گی ۔

مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم مسلمان کے لئے دنیا کمانے سے بدرجہا بہتر ہے ۔ دنیا کا مال ، آخرت میں کام نہیں آئے گا جبکہ اس کے لئے خرچ نہ کیا جائے ۔ اور قرآن تو ہے ہی صرف آخرت کے لئے ۔ بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوائی جاتی ہے اور قرآن کی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے ۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : قرآن کا ماہر یعنی اس کا عالم اور اسکا مفسر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو بڑے نیک اور اللہ کے نزدیک بڑی شان والے ہیں ۔

شارحین نے فرمایا ۔ ان سے مراد وہ فرشتے ہیں ۔ جو کتب سماویہ کو لوح محفوظ سے لکھنے والے ہیں ۔ یا اللہ کی جانب سے زمین پر اس کے رسولوں کے پاس وحی لانے کے لئے مقرر ہیں اور بعض نے کہا کہ ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مراد ہیں ۔ اس لئے کہ سب سے اول انہوں نے ہی قرآن کو لکھا تھا ۔ اور بعض نے کہا ۔ اس سے وہ فرشتے مراد ہیں ۔ جو بندوں کے اعمال لکھتے ہیں اور بعض نے کہا ۔ کہ جو فرشتے بندوں کے امور کی اصلاح اور آفات اور معاصی سے حفاظت کے لئے نازل ہوتے ہیں ۔ وہ مراد ہیں

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : اس ایمان دار کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے نارنگی کی ہے اس کی بو بھی پاکیزہ ہے اور ذائقہ اچھا اور جو ایمان دار قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی ہے کہ اس کی بو نہیں اور اس کا مزہ اور ذائقہ شیریں ہے اور منافق جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل (تمہ) کی ہے کہ اس

میں بو نہیں اور اس کا ذائقہ تلخ ہے۔ اور
جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ ریحان (نیازبو)
کی مثل ہے کہ بو اس کی پاکیزہ ہے مگر مزا
کڑوا ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا:۔
"بے شک اللہ اس کتاب کے ساتھ کئی قوموں
کو بلند کرتا ہے اور کئی قوموں کو پست کرتا ہے
یعنے جو اس پر ایمان لا کر اس پر عمل کرتے ہیں۔
اللہ ان کو غالب کرتا ہے اور جو ایمان سے انکار
کرتی ہیں اللہ ان کو پست اور ذلیل کرتا ہے (مشکوٰۃ)

(۴) ابو ہریرۃ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھروں کو قبریں نہ
بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے
جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے۔

۵ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
تم قرآن پڑھو اس لئے کہ یہ قیامت کے دن اپنے
پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔ دو سورتوں
کو جو دو نور ہیں یعنے بقرہ اور آل عمران بہت پڑھا
کرو یہ قیامت کے دن دو بادلوں کی صورت میں
آئیں گی۔ یا اس طرح آئیں گی کہ گویا پرندوں کی دو
جماعتیں صفیں باندھ کر یعنے پروں سے پر ملا کر آ
رہی ہیں۔ جو ان کو دنیا میں پڑھا کرتے تھے
ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے جھگڑا کریں
گی (یعنے سفارش کریں گی) آپ نے فرمایا اس کا
لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا موجب حسرت
ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یعنے
اگر کوئی ان سورتوں کو پڑھا کرے تو اس پر جادو اثر
نہیں کرے گا۔

۶۔ ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو المنذر تو جانتا ہے
کہ اللہ کی کتاب سے کونسی بڑی آیت ہے جس
کو تو جانتا ہے۔ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا
رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا اے
ابو المنذر تجھے پتہ ہے کہ اللہ کی کتاب سے کونسی بڑی
آیت ہے جسکو تو جانتا ہے میں نے عرض کی۔
اللّٰہُ لا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحی القیوم آخر تک
ابی ابن کعب نے کہا حضور نے خوش ہو کر میرے
سینے میں مارا اور فرمایا اے ابو المنذر تجھ کو تیرا
علم مبارک ہو (مشکوٰۃ)

آیت الکرسی کا ایک واقعہ جو حدیث
میں مذکور ہے

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ صدقۃ الفطر کے مال کی حفاظت
کے لئے مقرر فرمایا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ جہاں مال تھا
وہاں کوئی شخص گیا۔ اور وہ اس طعام سے لپ بھر بھر کر جھولی
میں ڈال رہا تھا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے
ضرور رسول اللہ ؐ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا
میں محتاج ہوں۔ میرا بال بچہ ہے۔ اور حاجت بڑی سخت
ہے۔ میں نے اس پر ترس کھایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر
جب دن چڑھا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی نے کیا کیا۔ میں
نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے کہا تھا کہ مجھے سخت حاجت
ہے اور اہل و عیال والا ہوں مجھ کو اس پر رحم آیا

اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا خبردار اس نے تیرے پاس جھوٹ بولا ہے۔ وہ آج رات پھر آئے گا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ میں نے اس کا انتظار کیا۔ وہ آ ہی گیا اور گذشتہ رات کی طرح وہ طعام سے لپ بھر رہا تھا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب دن چڑھا تو حضور نے پوچھا تیرے رات والے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے سخت حاجت اور عیال کی شکایت کی میں نے ترس کھایا اور اسے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اس نے تیرے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ خبردار آج رات وہ پھر آئے گا۔ میں نے پہچانا کہ وہ آئے گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ آئے گا۔ جب رات ہوئی میں اس طرح انتظار میں ہی تھا کہ وہ آیا اور طعام سے لپ بھرنے لگا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اب میں تجھے ضرور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ آج نہیں چھوڑوں گا آج تیسری باری ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھے چند کلمات سکھا دوں گا کہ اللہ ان کے ساتھ تجھ کو نفع دے گا۔ جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم یہاں تک کہ اس کو ختم کیا۔ جب تو اس کو پڑھے گا تو تیرے اوپر اللہ تعالےٰ کیطرف سے ایک محافظ مقرر ہو گا اور شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ تو صبح کو بیدار ہو۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری دی تو آپ نے فرمایا تیرے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کی اس نے مجھ کو کلمات سکھائے ہیں

(یعنے آیت الکرسی بتائی ہے) کہ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ مجھ کو نفع دے گا۔ آپ نے فرمایا خبردار! سنے تو وہ جھوٹا مگر یہ بات اس نے تیرے پاس سچی کہی ہے۔ اور تجھے پتہ ہے کہ تو تین راتیں کس سے مخاطب رہا ہے میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ (مشکوٰۃ)

سورۃ فاتحہ اور خواتیم سورۃ بقرہ

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنے اوپر سے ایک زوردار آواز کو سنا۔ پس آپ نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ پس فرمایا یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ پھر ایک فرشتہ اس سے نازل ہوا۔ فرمایا یہ فرشتہ آج ہی اترا ہے۔ اس سے قبل نازل نہیں ہوا۔ اس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا اور کہا آپ کو دو نور دیئے گئے ہیں۔ ان کی آپ کو بشارت ہو۔ اور وہ دو نور سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں ان دونوں میں آپ جو حرف پڑھیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ ان دو چیزوں یا نوروں میں سے جو آیت یا حرف جس چیز پر شامل ہے۔ پڑھنے والے کو وہ چیز دے دی جائے گی۔

سورۃ اخلاص

ابو داؤد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ

رات کو قرآن کا ایک تہائی پڑھ لو۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ رات کو قرآن کا ایک تہائی کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قل ہو اللہ احد۔ یعنی یہ سورۃ ایک قرآن کے برابر ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سریۂ میں ایک آدمی کو بھیجا وہ نماز کی جماعت کراتا تھا اور نماز کی ہر رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتا۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا آپ نے اس سے پوچھا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے اس نے کہا اس لئے کہ وہ سورۃ رحمان کی صفت ہے۔ اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس کو پڑھوں۔ آپ نے فرمایا اس کو بتاؤ کہ بے شک اللہ تعالے اس سے محبت کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ میں اس سورۃ یعنے قل ہو اللہ احد سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس سورۃ سے تجھے جو محبت ہے وہ تجھ کو جنت میں لے جائے گی۔

اس طرح قرآن پاک کی تمام سورتوں بلکہ آیات کی احادیث میں جا بجا فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں ان سب کا ذکر کرنا طوالت کو چاہتا ہے۔ اور رسالہ کے قلیل صفحات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہم اسی پر قناعت کرتے ہیں۔

بقیہ الاستفتا

یہ نفلی خطبہ ہے۔ بیٹھ کر بھی ہو سکتا ہے
واللہ اعلم بالصواب

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے زکواۃ نکالی ہے لیکن زکواۃ کی رقم کے ساتھ کپڑے خرید کر غریبوں میں تقسیم کئے ہیں کیا زکواۃ ادا ہو جائے گی۔ بینوا وتوجروا؟

غلام محی الدین منگلا ڈیم

الجواب

صورۃ مستفسرہ میں زکواۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ زکواۃ میں تملیک فرض ہے یہاں بھی تملیک متحقق ہو گئی ہے لہذا زکواۃ ادا ہو جائے گی۔

فتاویٰ عبدالحی میں ہے

ادا خواہد شد زیرا چہ رکن در ادای مال زکواۃ تملیک است

یعنی زکواۃ کی ادائیگی میں رکن اور شرط تملیک ہے وہ موجود ہے زکواۃ ادا ہو جائے گی اور صورت مسئولہ میں بھی زکواۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ تملیک پائی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں
کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کی ماں کے ساتھ زنا کیا
ہے اب وہ اپنے گھر عورت کو رکھے یا نہ رکھے۔
شرعی فیصلہ سے مطلع کیا جائے۔

سائل خالد محمود صدیقی ضلع جھنگ
چک ۶ گ وب

حامداً و مصلیاً و مسلماً

الجواب بعون التواب

صورۃ مسئولہ میں واقعی اگر گواہوں سے یہ ثابت
ہو جائے کہ اس نے اپنی بیوی کی ماں (ساس) کے
ساتھ زنا کیا ہے تو پھر اس مرد پر اس کی بیوی
حرام ہو جائے گی لیکن نکاح بھی نہیں ٹوٹے گا۔
اس پر فرض ہے کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے ورنہ
سخت گنہ گار ہو گا۔ درمختار میں ہے

بحرمۃ المصاھرۃ لایرتفع النکاح حتی لا
یحل لھا التزوج باٰخر الا بعد المتارکۃ
وعبارۃ الحاوی الا بعد تفریق القاضی
او بعد المتارکۃ

خاوند کو چاہیئے کہ اپنی عورت کو چھوڑ دے کیونکہ
یہ عورت اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے
اس کو وہ نہیں رکھ سکتا جب تک یہ خاوند عورت
کو نہ چھوڑ دے وہ آگے بھی نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ
نکاح ابھی تک مرتفع نہیں ہوا۔ بہرصورت اس کو
چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی سے تعلقات ختم کر دے اور
اس کو چھوڑ دے پھر وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں
چاہے شرعاً نکاح کرے۔

واللہ اعلم بالصواب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع
متین اس مسئلہ میں کہ نکاح کا خطبہ بیٹھ کر پڑھنا
چاہیئے یا جمعہ کی طرح کھڑے ہو کر حکم شرعی تحریر
فرمایا جائے۔

سائل محمد طفیل
شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ

الجواب بعون التواب

تمام خطبوں میں خواہ جمعہ کے ہوں یا عیدین
کے قیام (کھڑا ہونا) افضل اور مسنون ہے خطبہ نفلی
میں بیٹھ بھی سکتا ہے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب
نے بیٹھ کر بھی پڑھا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے
کہ خطبہ نکاح نفلی ہی ہے تو بیٹھ کر بھی مضائقہ نہیں انتہی
خطبہ نکاح اگر بیٹھ کر پڑھا ہے تو کوئی حرج نہیں

بقیہ صہ ۲۶ پر

تبصرہ

قادیانی اُمّت اور پاکستان

مرزائے قادیان کی تحریفِ قرآن

یہ ہر دو کتابیں مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت و مسیح موعود بعض خلافِ دین اقوال کے رد میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب جوش میری پوری نے رکھی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو کون نہیں جانتا؟ یہ وہ شخص ہے جس نے مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا۔ اور خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم النبیین ہونا کتاب وسنت سے ثابت ہے اور تمام روئے زمین کے اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے اور یہ شخص وہ ہے جس نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مردہ بتایا اور خود مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ وہ شخص ہے جو اپنی کتابوں میں جملہ انبیاء کی توہین کا مرتکب ہوا ہے اور اس نے جبرائیل و دیگر ملائکہ کی بھی توہین کی ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم کے متعلق اس نے جو کچھ کہا ہے اس کے نقل کرنے سے بھی ڈر لگتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک کی آیات کی لفظی و معنوی تحریف کی ہے۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب نے ان تینوں موضوعات میں، اس کی کتابوں کی عبارتیں نقل کر کے ردِ بلیغ فرمایا ہے۔ یہ ہر دو کتابیں بہت مفید ہیں۔ ہر مسلمان کو ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ لکھائی چھپائی آفسٹ پر ہے کاغذ سفید ہے ٹائیٹل رنگین اور نہایت دیدہ زیب ہے
یہ ہر دو کتابیں اس پتہ سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ قیمت ۵-۲ / ۱ روپے

مرکزی اشاعت اسلام جامع مسجد ایف بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰحضرت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین بخیر و عافیت علیپور شریف ہیں۔ عالی جناب جوہر الملت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب پہلے چند ایام کے لئے چک ۲/۷۹ ع خورد تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ کو بخار آتا رہا ہے۔ اب آپ کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے اور علی پور شریف تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب ضلع جھنگ کے بعض چکوں میں اور اقبال نگر اور اسکے نواح تبلیغی جلسوں کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اب آپ علی پور شریف تشریف فرما ہیں۔

عالی جناب حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ رمضان آپ وہاں قیام کریں گے اور پھر شوال کی ۷ تاریخ کو واپس تشریف لائیں گے۔ آپ سے خط و کتابت اس پتہ سے کرنی چاہیئے (مدینہ منورہ ص پ ۹۲ سعودی عرب

عالی جناب مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب پہلے تو ضلع ہزارہ علاقہ کھبل کی طرف وہاں کے سالانہ عرس شریف پر جو آپ کی صدارت میں ہر سال ہوتا ہے تشریف لے گئے تھے۔ لیکن ب علمائے شریف ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ جملہ صاحبزادگان اور حضرات علی پور شریف ہیں۔ بدۃ العارفین عالی جناب مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحبؒ کا پہلا سالانہ عرس شریف شوال المکرم مطابق ۳ نومبر بروز ہفتہ علی پور سیداں منعقد ہوگا۔ مسجد نور میں حضرت مولانا لحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب رمضان کی راتوں قرآن شریف سنائیں گے۔ اور ستائیسویں رمضان میں لیلۃ القدر کی مبارک رات میں ختم کریں گے۔

درس قرآن قصور میں

قصور کوٹ بدر دین مسجد حوض والی میں تمام سال صبح کی نماز کے بعد راقم الحروف غلام رسول گوہر قرآن شریف کا درس دیتا ہے۔ اور رات کو حدیث شریف کا سامعین کا انبوہ بہت ہوتی ہے۔ مستورات ... کے لئے آتی ہیں۔ اور ان ...

باپردہ جگہ کا انتظام ہے۔ رمضان شریف کے مہینہ میں درس کی عجیب ہی شان ہوتی ہے۔ سامعین کی تعداد اتنی بڑھ جاتی ہے کہ مسجد اندر باہر سے پُر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مستورات کی تعداد بھی بے پناہ ہوتی ہے۔

مدرسہ حیات القرآن میں درس قرآن

بازار پاپڑ منڈی لاہور میں زیر اہتمام جناب حافظ خواجدین صاحب مہتمم مدرسہ حیات القرآن ماہِ رمضان المبارک میں حسب سابق قرآن پاک کا درس ہوگا۔ پروگرام کے مطابق مختلف تواریخ اور مختلف اوقات میں جو علماء کرام درس دیں گے ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

عالی جناب مولنا مفتی اعجاز ولی صاحب۔ عالی جناب مولنا الٰہی بخش صاحب۔ عالی جناب مولنا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ قصور۔ عالی جناب مولنا محمد شفیع صاحب عالی جناب مولنا مسلم صاحب بی۔اے لاہور۔ اللہ سننے کی توفیق دے۔ آمین

موضع دھلو والی ضلع جھنگ

میں سالانہ عرس شریف مورخہ ۸ راگست بروز ہفتہ ہوا۔ حضرت مولنا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب اور جناب غلام رسول گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ قصور اور جناب مولنا منظر صاحب نے وعظ فرمایا۔ اور جناب عبدالرشید صاحب نے نعت خوانی کی۔ یہ عرس ہر سال جناب نور احمد صاحب جو کہ اپنے خرچ پر کرایا کرتے ہیں۔ مہمانوں کی خدمت کا انتظام بہت معقول تھا۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

اقبال نگر میں سالانہ عرس شریف

اقبال نگر ضلع ساہیوال میں جناب صوفی عبدالرشید کے زیر اہتمام حضرت مولنا حاجی خوشی محمد صاحب جماعتی نقشبندی کا بڑی دھوم دھام سے سالانہ عرس شریف ہوا۔ حضرت مولنا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب نے وعظ فرمایا۔ اور جناب عبدالرشید صاحب لائلپوری اور جناب صابر حسین نے نعت خوانی کی۔

اطلاعات حلقہ ہائے ذکر

کوہاٹ! حلقہ ذکر جمعہ کی نماز کے بعد ابو غلام حسین مرحوم کے مکان پر ہوتا ہے

تلاوت قرآن اور نعت خوانی بھی ہوتی ہے۔

قصور کوٹ عثمان خاں میں جامع مسجد میاں کالا میں ہر جمعہ کو بعد از نماز مغرب حلقۂ ذکر ہوتا ہے۔ اکثر پیر بھائی شامل ہوتے ہیں۔ ختم خواجگان کے بعد ختم مجددیہ اور ختم شریف معصومیہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ حافظ نور احمد صاحب اس اجتماع خیر و برکت کی قیادت فرماتے ہیں۔

راولپنڈی جناب صوفی ڈاکٹر محمد یاسین کی قیادت میں ہر اتوار کو صبح کے وقت صوفی فرحت علی صاحب کے مکان پر محلہ آریہ نگر میں حلقۂ ذکر ہوتا ہے۔ نعت خوانی اور وعظ بھی ہوتا ہے۔ وعظ صوفی ڈاکٹر محمد یاسین صاحب فرماتے ہیں۔

لاہور دو جگہ حلقۂ ذکر ہوتا ہے۔ جناب پیر غلام جیلانی صاحب کے مکان راوی روڈ پر۔ اور جناب حکیم مبارک احمد کے مکان اندرون بھاٹی گیٹ کوچہ فقیر خانہ میں۔ ختم کی تفصیل کا علم نہیں اس لئے کہ ان کی طرف سے کبھی کوئی رپورٹ نہیں آئی۔

لائل پور عالی جناب مولٰنا الحاج صوفی اللہ دتہ صاحب کو کچھ ہدایت اطلاع دیتے ہیں کہ ہر جمعہ کو باری باری مختلف مقامات پر حلقۂ ذکر کی محفلیں ہوتی رہتی ہیں۔ ۲۷ جولائی کو محبوب علی خاں کے مکان پر حلقہ ذکر ہوا۔ لائل پور والوں کو چاہیئے کہ یہ بھی دوسرے پیر بھائیوں کیطرح ہفتہ میں ایک دن مقرر کریں۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر حلقۂ ذکر اور مراقبہ وغیرہ بڑی سادگی سے کرلیا کریں۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

جن کرم فرماؤں نے رسالہ انوار الصوفیہ کی اعانت فرمائی۔ ان کے اسماءِ گرامی بصد شکریہ ذیل میں مرقوم ہیں۔

		روپے
۱۔ جناب مستری محمد یوسف خاں صاحب	پشاور	۱۰۰۔۔۔
۲۔ جناب محمد یونس خاں صاحب	″	۱۰۔۔۔
۳۔ جناب محمد کوثر خاں صاحب	″	۱۰۔۔۔

ان تین کرم فرماؤں سے جناب عبد السبحان خاں صاحب نے مذکورہ رقمیں وصول کر کے بذریعہ ڈرافٹ مبلغ ۱۲۰/۰۰ ارسال فرمائے۔

۴۔ جناب نبی بخش بستی کوٹ فتح محمد جمال	اوکاڑا	۲۰۔۔۔
۵۔ جناب حضرت مولٰنا مفتی محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد صدیقی جی ٹی روڈ	کامونکے	۲۴۔۔۔
۶۔ جناب چوہدری عطا محمد صاحب خزانچی	ضلع میانوالی	۲۰۔۔۔

۷۔ میاں صابر حسین صاحب نعت خواں قصوری نے اقبال نگر ضلع ساہیوال سے حاجی خوشی محمد مرحوم کے سالانہ عرس کے موقع پر چھ نئے خریدار بنائے ۔

۸۔ حافظ خادم حسین صاحب کراچی نے ایک خریدار بنایا۔

۹۔ کوکب ہدایت حضرت مولنٰا حاجی اللہ ودھایا صاحب نے مبلغ ۔۔ ۳۵ بتفصیل ذیل ارسال فرمائے۔

منشی برکت علی ۔۔ ۱۸/- روپے

حاجی صاحب خود ۔۔ ۱۲ ۔ ‹‹

پیرزادہ سعید احمد ۔۔ ۵ ۔ ‹‹

ان تمام رقوم سے زکوٰۃ کے مستحقین کے نام ایک سال کے لئے رسالہ جاری کیا گیا ہے۔

مخیّر حضرات سے !

ہمارے پاس بہت سے خطوط ایسے آتے ہیں جو ماہنامہ انوار الصوفیہ پڑھنے کی انتہائی خواہش رکھتے ہیں لیکن مالی مجبوریوں کے باعث اس آرزو کو پورا نہیں کر سکتے ۔ ادارہ انوار الصوفیہ ان حضرات کی یہ خواہش پوری کر رہا ہے ۔ اور مخیر حضرات سے متوقع ہے کہ وہ بھی اپنے حلقے کے آئمہ مساجد اور ایسے غریب لوگوں کے نام ماہنامہ انوار الصوفیہ جاری کروا کر سعادت دارین حاصل کریں ۔

ادارہ